www.emarsiya.com



# مرثیہ

## شہزادہ علی اکبر علیہ السلام



(۱)

جذبۂ دل کا ہے ممنون ریاضت کا شباب وجہِ الہام ہوا فہم و فراست کا شباب
دلبری میں نظر آتا ہے قیامت کا شباب رخِ ممدوح کا اک عکس ہے جنت کا شباب
کہاں لفظوں سے نمایاں ہوئی تنویرِ شباب
کب مصوّر سے بنائی گئی تصویرِ شباب

(۲)

ناز و انداز کی محفل میں جب آتا ہے شباب ایک سیلاب سا جذبات میں لاتا ہے شباب
دھڑکنوں کو دلِ سادہ کی جگاتا ہے شباب کمسنی کا ہر اک احساس مٹاتا ہے شباب
جھنجھنا اٹھتا ہے انسان کا ہر تارِ نفس
اور بڑھ جاتی ہے اس عہد میں رفتارِ نفس

www.emarsiya.com



(۳)

افقِ زیست پہ جس وقت نکلتا ہے شباب — حالِ ماضی کی روایات بدلتا ہے شباب
زلزلے آتے ہیں جس راہ پہ چلتا ہے شباب — کہیں وقت کے سنبھالے سے سنبھلتا ہے شباب

انقلابات کے چہروں پہ نکھر جاتا ہے
حادثے آئیں تو کچھ اور ابھر جاتا ہے

(۴)

ظلمتِ زیست نہ جاتی جو چمکتا نہ شباب — چاندنی کھیت نہ بنتی جو جھلکتا نہ شباب
عارضِ گل نہ دمکتے جو دمکتا نہ شباب — صحنِ گلشن نہ مہکتا جو مہکتا نہ شباب

جسمِ نازک میں جوانی کی حرارت لایا
اپنے ہمراہ عزائم کی قیامت لایا



(۵)

نازفرما جو ہوا اپنے مقدر پہ شباب — حسنِ سیرت نے کیا چپکے سے آ کر یہ خطاب
آپ نے آئینہ میں دیکھا ہے خود اپنا جواب — نظرِ مہر مری سمت بھی ہو جائے شباب

میرے سائے میں جو آ جائے فزوں تر ہو جائے
اک نظر دیکھ لوں جس کو وہ پیمبر ہو جائے

(۶)

حسن کے دعوے میں ہے ایک دلیلِ محکم — اس کا ہلکا سا تبسم ہے کہ قندیلِ حرم
جن منازل میں ملے اسکے حسین نقشِ قدم — سر جھکاتے ہیں وہیں اہلِ مودت پیہم

حسن جب دید کی منزل میں نکھر جاتا ہے
کیا بساط اپنی ہے موسیٰ کو بھی غش آتا ہے

www.emarsiya.com



(۷)

حسنِ تخلیق کی منزل میں ہے قوتِ آثار — حسنِ احساس کے عالم میں ہے تنویرِ بہار
حسنِ افکار کی منزل میں ہے پھولوں کا نکھار — حسنِ اذکار کے پردے میں ہے لفظوں کا وقار
حسن جب چاہے گلستاں میں لطافت بھر دے
نغمگی کانٹوں میں، شبنم میں حرارت بھر دے

(۸)

حسن کو نور کا بہتا ہوا دریا کہیے — منتظر چشمِ تمنا کا سویرا کہیے
یا کسی پردہ نشیں کا رخِ زیبا کہیے — مطلعِ فکر پہ پھر برقِ تجلیٰ کہیے
حسن پاکیزگیٔ نفس کا اک نام بھی ہے
حسن قدرت کا بشر کے لیے انعام بھی ہے



(۹)

عشق کے ہونٹوں پہ اک بار تبسم آیا — حسن کی بات سنی ناز سے پھر اس نے کہا
میں نہ ہوتا تو جوانی تھی سراسر دھوکا — حسن بھی اپنی حدوں میں نظر آتا تنہا
میری قوت کی عطا ہے یہ بہارِ ہستی
معجزہ ہے مرا ادنیٰ سا وقارِ ہستی

(۱۰)

عشق کی بات نے ذہنوں کو اجالا بخشا — دعوتِ فکر کا انداز نرالا بخشا
عزتِ نفس کو اک نور کا ہالہ بخشا — عزم و ہمت کو جوانی کو قبالہ بخشا
حسنِ یوسف کی کہانی کو روانی دیدی
عشق نے ہنس کے زلیخا کو جوانی دیدی

www.emarsiya.com



۱۱

اے زہے عز و شرف کعبہ کا معمار ہے عشق
زیرِ خنجر بھی عبادت کا خریدار ہے عشق
ہو اگر دستِ مجاہد میں تو تلوار ہے عشق
حکمِ خالق ہو تو پھر صلح پہ تیار ہے عشق
عشق سردار بھی ہے اور سرِ دار بھی ہے
عشق سلمان بھی ہے میثمِ تمار بھی ہے

۱۲

عشق آدمؑ کا شرف نوحؑ کے طوفاں سے پناہ
عشق یعقوبؑ کی تجدیدِ بصارت کا گواہ
عشق یوسفؑ کا جمال اور زلیخا کی نگاہ
عشقِ معبود کی معراج ہے انا للہ
عشق کا نقشِ جبیں تربتِ بے شیرؑ میں ہے
عشق کی آخری حد سجدۂ شبیرؑ میں ہے



۱۳

عشق اک جذبۂ پاکیزہ کا ہے عکسِ حسین
نور سے اس کے چمکتی ہے ستاروں کی جبیں
اسکی قوت کے مماثل کوئی قوت ہی نہیں
اسکی پیشانی پہ قدرت نے لکھا فتحِ مبیں
عشق ہے صبحِ مسرت کا دمکتا چہرہ
عشق تاریکیٔ شب میں ہے چمکتا چہرہ

۱۴

عشق تقدیرِ حرم عشق ہے مینارۂ نور
عشق ادراک کا چشمہ ہے رسولوں کا شعور
عشق دانائی کی منزل میں جنوں کا سرور
عشق تخلیق کے عالم میں ہے خالق کا غرور
اس کے ماتھے کی شکن درد کا افسانہ ہے
شدتِ عشق ہی ایمان کا پیمانہ ہے

www.emarsiya.com



(۱۵)

عشق خاصانِ خدا کے لیے محکم دستور — عشق کو مرضیِ خالق ہے ہمیشہ منظور
عشق سے انفس و آفاق ہیں ہر سمت نور — کہیں فاراں کی تجلّی ہے کہیں جلوۂ طور
آدمی عشق کے اعجاز سے انساں ہو جائے
آگ اس نور سے مس ہو تو گلستاں ہو جائے

(۱۶)

حسن و عشق و جوانی کا فسانہ سن کر — ان پہ پڑنے لگی تاریخِ ہدایت کی نظر
فیصلہ ہو نہ سکا کون ہے کس سے بہتر — سرنگوں ہو گئے کچھ سوچ کے سب جن و بشر
آئی آواز کہ تم سب ہو برابر کے شریک
روزِ اوّل سے ہو انساں کے مقدر کے شریک



(۱۷)

حسن مبدا سے چلا جانبِ مرکز پہنچا — لے کے انگڑائی رگِ جاں سے شباب آ نکلا
عشق قربانی و ایثار پہ تیار ہوا — مل گئے سب تو سراپا علی اکبرؑ کا بنا
حسن نے اور جوانی نے سنوارا ان کو
جذبۂ عشق نے ہر طرح نکھارا ان کو

(۱۸)

غنچۂ فکر کو اب میرے کھلا دے یا رب — میرے احساس کی قوت کو بڑھا دے یا رب
میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دے یا رب — رخِ اکبرؑ کی ضیا مجھ کو دکھا دے یا رب
اپنی آنکھوں میں سمو لوں میں حسیں منظر کو
دیکھ لوں سورۂ یوسفؑ میں علی اکبرؑ کو

www.emarsiya.com



(۱۹)

نگہِ دہر نے دیکھا ہے کہاں ایسا جواں — جس کے قدموں کے نشاں دیکھتی تھی کاہکشاں
اسکی ہستی میں سمٹ آیا محبت کا جہاں — تھا یہ بھرپور جوانی میں مکمل انساں
عشق کی روحِ رواں حُسن کا پیکر سمجھے
کیا تعجب جو انہیں لوگ پیمبرؐ سمجھے

(۲۰)

اس کا چہرہ ہے کہ والشمس کی آئینہ رخی — اسکی زلفیں ہیں کہ واللیل کی آیات جلی
اسکے رخسار میں والفجر کی ہے عکس کشی — قدِ موزوں پہ قیامہ کی ہے پرچھائیں پڑی
ھل اتیٰ اس کے گھرانے کے لئے آیا ہے
قل کفیٰ اس کے ہی اجداد کا سرمایہ ہے



(۲۱)

اسکی رفتار سے رفتارِ صبا بھول گئے — اس کی گفتار سے جھرنوں کی صدا بھول گئے
دیکھ کر سرخیٔ رخ رنگِ حنا بھول گئے — اسکے دامن کی ہوا کھا کے قضا بھول گئے
اس کے قدموں میں جو خوشبو کا سفینہ آیا
باغِ فردوس کے پھولوں کو پسینہ آیا

(۲۲)

اسکی ایک ایک ادا میں تھا رسولوں کا جلال — حُسن سے اسکے عیاں حُسنِ ازل کا تھا کمال
صدقے ہوتا تھا یہاں حضرتِ یوسفؑ کا جمال — حشر تک اب نہیں ملنے کی کہیں اسکی مثال
علی اکبرؑ تھے حقیقت میں پیمبرؐ کا جواب
اب نہیں ہے کہیں اس حُسن کے پیکر کا جواب

www.emarsiya.com



(۲۳)

دلِ شبیرؑ سے پوچھو علی اکبرؑ کا شباب — جانِ گلشن کی ہو جس طرح گلِ تر کا شباب
ماں کی نظروں سے نہ بھولا گیا اکبرؑ کا شباب — جس نے دیکھا کہا اس نے ہے پیمبرؐ کا شباب
گھر میں چلتا تو پیمبرؐ کی طرح چلتا تھا
رن میں آجائے تو حیدرؑ کی طرح چلتا تھا

(۲۴)

اسی اکبرؑ کو کہا جاتا ہے زینبؑ کا جگر — یہ جواں حضرتِ شبیرؑ کا ہے نورِ نظر
اس کی آنکھوں میں ہے سمٹا ہوا حسنِ گلِ تر — مطلعِ آلِ محمدؐ کا ہے روشن یہ قمر
دیکھنے والوں کی آنکھوں میں محبت آئی
سال اٹھارواں آیا تو قیامت آئی



(۲۵)

اپنے نانا کی طرح حسن کی نعمت پائی — پیکرِ صبر بنے شانِ شجاعت پائی
غم اٹھانے کیلئے قلب میں ہمت پائی — انبیاء دنگ ہوئے ایسی فصاحت پائی
اور کیا چاہیے اب صورت و سیرت کے لئے
وحی کی صرف ضرورت ہے نبوت کے لئے

(۲۶)

وحی کے ذکر پہ الہام سا محسوس ہوا — جانبِ میکدہ رخ میرا کسی نے پھیرا
صدا آتی ہے مرے کانوں میں قلقل کی صدا — مجھ کو آواز دیئے جاتا ہے ساقی میرا
اس کو معلوم ہے میخوار پرانا ہوں میں
شہِ والا کا عزادار پرانا ہوں میں

www.emarsiya.com



(۲۷)

مجھ پہ ہر آن ہوا کرتا ہے ساقی کا کرم مجھکو درکار نہیں لعل و گہر دام و درم
ہے مری بادہ کشی زیست کا اک کارِ اہم دیکھتا رہتا ہوں پیمانے میں دونوں عالم
مے کوثر لئے غلمانِ حسینؑ آتے ہیں
ساتھ پینے مرے جبریلِ امیں آتے ہیں

(۲۸)

میرے دامن پہ جو گر جاتا ہے مے کا قطرا بن کے شبنم وہ کھلاتا ہے گلوں کا چہرا
کبھی بن جاتا ہے اُڑ کر وہ فلک پر تارا نظر آتا ہے کبھی فکر کا اک شہ پارہ
دل میں بستی نہ امیدوں کی یہ بستی ساقی
تو نہ ہوتا تو نہ ہوتی مری ہستی ساقی



(۲۹)

میکدہ ہے مرا محور علی اکبرؑ کی قسم آل کا ہوں میں ثناگر علی اکبرؑ کی قسم
مے سے دامن ہے مرا تر علی اکبرؑ کی قسم کوثری ہے مرا ساغر علی اکبرؑ کی قسم
میری مے نوشی پہ کیا رنگ گلاب آیا ہے
علی اکبر کے تصور سے شباب آیا ہے

(۳۰)

الفتِ عترتِ اطہار ہے میرا جادہ میکشی کے لئے ہر وقت ہوں میں آمادہ
میکدہ میں ہوا روشن جو چراغِ بادہ آسماں بھی نظر آنے لگا سادہ سادہ
ساقیا رات ستاروں کو لئے جاتی ہے
علی اکبرؑ کی اب آوازِ اذاں آتی ہے

www.emarsiya.com



(۳۱)

صبح جب آنکھ کھلی اور ہی کچھ تھا نقشہ    زندگی چاہتا تھا پانی کا اک اک قطرا
آئی شبیرؑ کے خیمہ سے عطش کی جو صدا    علی اکبرؑ کی جوانی نے تڑپ کر دیکھا

علقمہ نرغۂ اعدا میں نظر آتی تھی
تشنگی اور بھی لبِ تشنہ کو تڑپاتی تھی

(۳۲)

روزِ روشن میں بھی تھا دھوپ سے آنکھوں میں دھواں    علقمہ کیلئے اک خواب تھا زورِ طوفاں
پھیلیاں گرمی سے ہونٹوں پہ پڑی تھیں زباں    ایک تصویرِ قیامت کی تھی میداں کا سماں

جسکی امید کسی کو نہ تھی وہ بات ہوئی
آسمانوں سے یہاں آگ کی برسات ہوئی



(۳۳)

تین دن سے تھا جو شبیرؑ پہ عنقا پانی    ننھے بچوں نے بھی پایا نہ ذرا سا پانی
علی اصغرؑ نے سکینہؑ نے نہ دیکھا پانی    علقمہ میں نظر آتا تھا تڑپتا پانی

وقت کی بانہوں میں جب عصر کا ہنگام آیا
حق پرستوں کے لئے زیست کا پیغام آیا

(۳۴)

جو وفادار تھے وہ شانِ وفا لیکے گئے    جتنے اصحاب تھے وہ لطفِ قضا لیکے گئے
طاعتِ حق میں رہے حق کی رضا لیکے گئے    ہر قدم فاطمہ زہراؑ کی دعا لیکے گئے

اِن بزرگوں کیلئے حکمِ حجاب آہی گیا
بعد اِن کے علی اکبرؑ کا شباب آہی گیا

www.emarsiya.com



(۳۵)

اذن کس طرح جواں بیٹے کو دیتے سرورؑ ہائے کس یاس سے کی اکبرؑ مہ رو پہ نظر
آگئے یاد نواسے کو بہت پیغمبرؐ آہ کی درد اُٹھا دیکھا جو سوئے اکبرؑ
اپنے سینے سے لگا کر کہا شبیرؑ کی جاں
دلِ لیلیٰ کے سکوں زینبِؑ دلگیر کی جاں

(۳۶)

کس زباں سے تمہیں مرنے کی اجازت دیدوں رن میں جانے کی میں کس طرح سے رخصت دیدوں
جانِ دل اور تمناؤں کی دولت دیدوں تم ہو تصویرِ نبیؐ کیسے یہ نعمت دیدوں
تم مُصر ہو تو چلو اہلِ حرم سے پوچھیں
پالنے والوں سے بھی دیدۂ نم سے پوچھیں



(۳۷)

علی اکبرؑ کو لئے خیمہ میں آئے مولاؑ حسرت و یاس سے سب اہلِ حرم تھے یکجا
کہا شہؑ نے کہ پھوپھی سے ذرا مل لو بیٹا بڑے ارمانوں سے زینبؑ نے تمہیں ہے پالا
سوچتا ہوں کہ کدھر جائے گی زینبؑ دکھیا
تم اگر مر گئے مر جائے گی زینبؑ دکھیا

(۳۸)

آیا زینبؑ کی طرف دل کو سنبھالے وہ جری دل میں اک درد لئے آنکھوں میں اشکوں کی نمی
بہرِ تسلیم جھکا آ گئی قیامت کی گھڑی دیکھتی رہ گئی حسرت سے بھتیجے کو پھوپھی
کہا اٹھارہ برس کے علی اکبرؑ تم ہو
آلِ اطہار میں ہم شکلِ پیمبرؐ تم ہو

www.emarsiya.com



(۳۹)

رکھ کے سر زانو پہ اکبرؑ کے سنوارے گیسو — آنسوؤں کی جگہ آنکھوں سے نکلتا تھا لہو
دل پہ چلتا تھا نہ بس اور نہ جگر پر قابو — آئی زینبؑ کو تو اکبرؑ سے نبیؐ کی خوشبو

رو کے فرمایا کہ ہمشکلِ پیمبرؐ جاؤ
دلِ مادر کے سکوں جانِ برادر جاؤ

(۴۰)

بیاہ کا دل میں تھا ارماں مرے فرزند سیرؑ — خانہ آبادی کی لب پر تھی دعا شام و سحر
اس تصور سے کہ لگ جائے نہ دشمن کی نظر — پھونکتے رہتے تھے ہم نادِ علی پڑھ پڑھ کر

کس تلاطم میں تھے جذبات خدا ہی جانے
کیسے کیسے تھے خیالات خدا ہی جانے



(۴۱)

ماں سے بہنوں سے پھوپھی سے ہوئے رخصت اکبرؑ — دل پہ قابو نہ رہا کی جو سکینہؑ پہ نظر
جا بلبیںؑ جھولے میں تھا پیاس کے مارے اصغرؑ — قلبِ محزوں پہ جو گذری ہے کسے اس کی خبر

یوں اٹھائے ہوئے اصغرؑ کو تھے ہمشکلِ نبیؐ
جیسے کعبہ میں ہوں آغوشِ پیمبرؐ میں علیؑ

(۴۲)

پردہ خیمہ کا اٹھا خیمے کے باہر نکلے — حسرتوں کا لئے سینہ میں سمندر نکلے
تھام کر ہاتھوں سے اپنا دلِ مضطر نکلے — خانداں بھر کی دعائیں لئے اکبرؑ نکلے

کہا شبیرؑ سے یہ تازہ ستم ہے بابا
پھوپھی اماں کے لئے اور یہ غم ہے بابا

www.emarsiya.com



(۴۳)

رو کے سرورؑ سے یہ بولے کہ اجازت ہو حضورؑ ۔۔۔ پانی بچوں کیلئے چاہیئے سرکار ضرور
نہر ہو قبضہ میں وہ وقت نہیں ہے کچھ دور ۔۔۔ پھر بھی ہم بندے ہیں اللہ کو جو ہو منظور
اُس کی مرضی ہے مشیّت ہے جو ہم ہیں پیاسے
ورنہ کوثر سے فرشتے ابھی لائیں کاسے

(۴۴)

عازمِ جنگ ہوئے کھینچ لی اکبرؑ نے حسام ۔۔۔ کیا شبیرؑ کو پھر آخری رخصت کا سلام
مضطرب ہو گئے اکبارِ شہِ عرش مقام ۔۔۔ منقلب ہو گیا سینہ میں محبت کا نظام
اسپ بڑھتا تھا تو تھراتا تھا ہر جزوِ بدن
اور فرماتے تھے حسرت سے کہ چلن چلن



(۴۵)

یا علیؑ کہہ کے جو میدان میں آیا غازی ۔۔۔ پھر گئی آنکھوں میں ہر ایک کے تصویرِ نبیؐ
جائزہ فوجوں کا لینے وہ لگا نسلِ علیؑ ۔۔۔ لشکرِ اہلِ ستم میں ہوئی افرا تفری
کہا اعدا سے بتاؤ تو ارادہ کیا ہے
میں نبیؐ کا ہوں نواسہ مجھے سمجھا کیا ہے

(۴۶)

مہمانوں کا یونہی ہوتا ہے تم میں اکرام ۔۔۔ کیا یہی دین تمہارا ہے یہی ہے اسلام
بندۂ حرص ہو تم اور حکومت کے غلام ۔۔۔ آخرت میں تمہیں معلوم ہے اپنا انجام
ایک اک تم میں سے رسوائے زمانہ ہوگا
اور تم سب کا جہنم میں ٹھکانہ ہوگا

www.emarsiya.com



(۴۷)

ظالمو تین شب و روز کا ہوں میں پیاسا — تم سے لڑنے کا مگر قصد کیا ہے تنہا
سورما جتنے ہیں وہ سامنے آجائیں ذرا — سیدھے پہنچاؤں گا ان سب کو جہنم بخدا
میں ہوں ہمشکل نبی آؤ سنبھل کر لوگو
اس طرح لڑتے اگر لڑتے پیمبر لوگو

(۴۸)

تم کو ہو جائیگا میداں میں ٹھہرنا دوبھر — ابھی زائل کیے دیتا ہوں طاقت کا اثر
کاش موجود یہاں ہوتا یزیدِ الکفر — میری تلوار سے کٹ جاتا وہ نسلِ عنتر
آؤ دیکھو اسد اللٰہی شجاعت کا بھرم
تم پہ کھل جائیگا خود اپنی جہالت کا بھرم



(۴۹)

کہہ کے یہ ٹوٹ پڑا لشکرِ اعدا پہ جری — سب یہ سمجھے کہ مدینے سے چلے آئے نبی
اپنی گردن کو بچانے لگا ایک ایک شقی — خون سے لال ہوئی رن کی زمیں بھی ساری
آئے جبریلِ امیں دیکھنے رن کا منظر
احتیاطاً تھے سمیٹے ہوئے اپنے شہپر

(۵۰)

کس میں ہمت ہے کہ آجائے جو اکبر کے قریں — منتشر ہو گئے میداں میں جتنے تھے لعیں
آسماں کانپتا تھا اور لرزتی تھی زمیں — منھ کے بل گرتا تھا ہر وار پہ اک اک بے دیں
کیوں بدل جاتی نہ میدانِ وغا کی صورت
دستِ اکبر میں تھی تلوار قضا کی صورت

www.emarsiya.com



(۵۱)

شہِ والا تھے کھڑے دیکھتے رن کا منظر عالمِ خوف میں سہمے ہوئے تھے جن و بشر
یہ جواں تیغ بکف ہو کے گذرتا تھا جدھر بھاگتا ہی نظر آتا تھا یزیدی لشکر
شور اعدا میں ہوا فاتحِ خیبر آئے
کربلا چیخ اٹھی حیدرؑ صفدر آئے

(۵۲)

عمرِ سعد نے فوجوں سے یہ گھبرا کے کہا چار جانب سے اسے گھیر کے روکو رستہ
اس جواں سے نہیں ممکن کہ لڑو تم تنہا یہ پلٹ دے گا ابھی جنگ کا سارا نقشہ
اس بہادر سے ہمارا تو کوئی میل نہیں
اسد اللہ کا پوتا ہے کوئی کھیل نہیں



(۵۳)

بس یہ سننا تھا کہ فوجوں نے اسے گھیر لیا نیزے لے لے کے قریں ہو گئے سب اعدا
وار پر وار کیے جاتے تھے اہلِ کوفہ شام کے ایک شقی نے تو غضب ہی ڈھایا
ہائے اس طرح ستمگار نے ماری برچھی
قلبِ ہمشکلِ پیمبرؐ میں اتاری برچھی

(۵۴)

کھا کے پھل برچھی کا گھوڑے سے گرے جب اکبرؑ سانس رکنے لگی تھرانے لگے قلب و جگر
دیکھتے جاتے تھے رہ رہ کے اِدھر اور اُدھر کہتے جاتے تھے یہی ہاتھ رکھے سینہ پر
چور زخموں سے ہوں اب شاہِ ہدا اَدرِکنی
دم نکلنے ہی کو ہے یا اَبتا اَدرِکنی

www.emarsiya.com



(٥٥)

سن کے آواز لرزنے لگے شاہِؑ والا — کہا آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا بیٹا
تم کہاں ہو میں کدھر جاؤں بتاؤ تو پتہ — ہائے لال مرے نورِ بصر ہو کس جا
دل کو تھامے ہوئے اکبرؑ کے قریں آئے حسینؑ
رو کے فرمایا مری جان کہاں جائے حسینؑ

(٥٦)

لٹ گیا فصلِ بہاراں میں گلستانِ حیات — ہائے ویران ہوا جاتا ہے ایوانِ حیات
ڈوبنے کو ہے اندھیرے میں شبستانِ حیات — لطف جینے میں کہاں جب نہ رہے جانِ حیات
میری بکھری ہوئی سانسوں کو سنوارو بیٹا
پھر نبیؐ کے لب و لہجہ میں پکارو بیٹا



(٥٧)

مضطرب ہو گئے دیکھا جو کلیجہ چھلنی — خار بن کر چبھا احساسِ غریب الوطنی
چلی سینے سے کی پشت میں نیزے کی انی — خاک اور خون میں غلطاں ہوئی نازک تنی
نبض رکتی ہوئی چلتی تھی علی اکبرؑ کی
جاں یوں تن سے نکلتی تھی علی اکبرؑ کی

(٥٨)

ضبط کس طرح کریں زینبؑ و امِ کلثومؑ — دلِ لیلیٰؑ پہ جو گذری وہ کسے ہے معلوم
پیاس کو بھول گئی اپنی سکینہؑ معصوم — مومنو نرغۂ اعدا میں ہے تنہا مظلوم
آؤ نصرت کے لئے جھولے سے اٹھ کر آؤ
استغاثہ کی صدا آتی ہے اصغرؑ آؤ

www.emarsiya.com



(٥٩)

منہ پہ منہ رکھ کے بہانے لگے آنسو سرورؑ  جب زیادہ ہوا بیتابیِ اکبرؑ کا اثر
یا علیؑ کہہ کے اٹھے تھام لی ہمت سے کمر  کھینچی جس وقت سناں مر گیا شہ کا دلبر
باپ کی راحتِ جاں ماں کے دلائے اکبرؑ
مسکراتے ہوئے جنت کو سدھارے اکبرؑ

(٦٠)

مرثیے کی مرے تاثیر بڑھا دے یارب  میر و مرزا کی زباں مجھ کو سکھا دے یارب
حضرتِ تحسیم کا اندازِ ثنا دے یارب  فکر کو نورِ تخیل کو ضیا دے یارب
طبعِ قائم کو ذرا اور روانی دیدے
تو سخن کو مرے اکبرؑ کی جوانی دیدے



حُسنِ فطرت کی حقیقت کو کہاں سمجھا ہے
کس نے احساس کی نظروں سے کبھی دیکھا ہے
علی اصغرؑ کا تبسّم ہے وہ لوحِ محفوظ
اس پہ بس کارِ حسینؑ ابنِ علیؑ لکھا ہے

چشمِ ہستی کے اعتبار میں ہوں
کچھ اصولوں کے اختیار میں ہوں
کب بلا قصد جی رہا ہوں میں
ایک صاحب کے انتظار میں ہوں

www.emarsiya.com



ہواؤں کے سنکنے میں عجب وحشت کا عنواں ہے،
نفس آتش بجاں ہے، اور فضا شعلہ بداماں ہے،
یہ موجوں کی خموشی اور یہ ساحل کا سنّاٹا
ہوا ہے کچھ نہ کچھ جس سے فرات اب تک پشیماں ہے

اللہ رے استغاثۂ شبیرؑ کا جلال
ہستیٔ بحر و بر ہمہ تن گوش ہوگئی
ایماں کا چاند نیزہ پہ جب ہوگیا بلند
باطل کی دھوپ خوف سے روپوش ہوگئی